OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
http://sbbu.edu.pk/actaislamica

بنو قریظہ کی عہد شکنی کا اسلامی تصور اور مستشرق بوسٹم کے افکار کا اسلامی اور یہودی قوانین حرب کے تناظر میں تنقیدی جائزہ

The Islamic concept of Banu Qurayzah's breach of covenant and the ideas of Orientalist Bostom
A Critical Review of Islamic and Jewish Laws in the Context of War

Dr. Gulzar Ali
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan
gulzar@awkum.edu.pk

Dr. Shahid Amin
Lecturer, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara Universiyt, Mansehra
shahidaminn@live.com

Dr. Shah Hussain
SST, Govt. Shaheed Adnan Arshad Higher Secondary School No.1, Mardan

Abstract

Islam is the only savior religion of all humanity. The greatest desire of Islam is the attainment of prosperity and peace for humanity. It takes action against those who stand in its way. That is why in every age the people of falsehood have sided against Islam and the Prophet of Islam (PBUH). In this regard, Orientalists have opened a front against Islam. Andrew G. Boston and other Orientalists of this tribe (Judeo-Christians) are trying to prove that Islam is a bloody religion by narrating various incidents. Among them is the incident of Banu Quraiza which took place in the battle of Ahzab. This the incident in which the Jews were punished for their disobedience, but the punishment was in accordance with the teachings of the Torah; and moreover, they applied this decision to themselves. This incident will be reviewed in this research article.

Keywords: *humanity orientalist, punishment, bloody religion.*

کائنات کے آغاز ہی سے حق اور باطل کی معرکہ آرائی شروع ہوئی۔ جب کبھی حق میدان میں آیا، اس کے مقابلے میں باطل آکھڑا ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ و نمرود اور موسیٰؑ و فرعون کے واقعات انہی معرکہ آرائیوں کی مثالیں ہیں۔ نبی آخر الزمان سیدنا محمد ﷺ حق کے سب سے بڑے نمائندے تھے، لہذا آپ ﷺ کے مقابلے میں باطل نے اپنی پوری طاقت میدانِ حیات میں لا کھڑی کردی۔ جب ان کی تمام ریشہ دوانیوں کے باوجود دینِ اسلام پھیلتا چلا گیا، تو انہوں نے اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے خلاف مختلف قسم کے پروپیگنڈے شروع کیے کہ اس پیغمبر ﷺ نے فلاں فلاں سخت اور (نعوذ باللہ) ظالمانہ کام کیے اس کے نتیجے میں ہر دور میں اہلِ اسلام نے ایسی جھوٹے اور من گھڑت باتوں کا مدلل جواب دیا ہے۔ دورِ حاضر میں بھی ایک یہودی مستشرق انڈریو جی بوسٹم[1] نے مخالفتِ اسلام میں اپنا حصہ ڈالا، خصوصیت کے ساتھ غزوہ احزاب کے موقعہ پر پیش آنے والے واقعہ بنو قریظہ کو اس نے ایک ظالمانہ فعل قرار دیا ہے۔ یہ مضمون اس کے اعتراض کا جواب ہے کہ بنو قریظہ کو دی جانے والی سزا تورات اور یہودی قوانینِ حرب کے مطابق تھی، اگر بنو قریظہ اپنا معاملہ رسول کریم ﷺ کے سپرد کرتے، تو یقیناً آنحضور ﷺ اپنی طبعی حلم کی بناپر انہیں معاف کرتے۔"

اسلام پوری انسانیت کا واحد نجات دہندہ مذہب اور دین ہے اور انسانیت کی کامرانی اور امن و آشتی اس کی سب سے بڑی خواہش ہے۔ اس راہ میں رکاوٹ

CC BY

بننے والوں کے خلاف میدانِ عمل میں اترتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کے خلاف ہر دور میں اہلِ باطل نے صف آرائی کی ہے۔اس سلسلے میں مستشرقین نے اسلام کے خلاف محاذ کھول رکھا ہے۔ انڈریو جی بوسٹم اور اس قبیل کے دوسرے مستشرقین (یہود و نصاریٰ) مختلف واقعات کو بیان کر کے اسلام کو ایک خونریز مذہب ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ان میں غزوہ احزاب میں پیش آنے والا واقعہ بنو قریظہ بھی ہے، جس میں یہودیوں کو ان کی بدعہدی پر عبرت ناک سزا ملی تھی، لیکن سزا یہودیوں کی کتاب تورات کی تعلیمات کے عین مطابق تھی اور انہوں نے خود اس فیصلے کو اپنے اوپر لاگو کیا تھا۔اس تحقیقی مضمون میں اس واقعے کا جائزہ لیا جائے گا۔

اسلامی تعلیمات نے جہاں دنیا کے لیے دوسرے تجدیدی اور اصلاحی کارنامے کیے ہیں، وہاں دنیا میں حق کے لیے جنگ کرنے کو نہ صرف مذہبی فریضہ قرار دیا، بلکہ اس کے لیے باقاعدہ قواعد و قوانین بھی مرتب کیے ہیں۔ جنگ کے لیے استعمال ہونے والے لفظ حرب کو غزوہ، جہاد اور قتال جیسے الفاظ و مصطلحات سے بدل دیا۔اسلام کی نگاہ میں جنگ، ایک بلند مقصد کے لیے لڑا جاتا ہے اور وہ بھی امن عامہ کے حصول کے لیے نہ کہ محض مال و دولت یا توسیعِ سلطنت کے لیے، اس کے علاوہ جہاد کے لیے باقاعدہ اصول و قواعد بنا لیے گئے ہیں۔ معاہد اقوام کے ساتھ کس طرح پیش آنا ہے، قیدیوں کے ساتھ، ہتھیار ڈالنے والوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے، دشمن کے عورتوں اور بچوں اور بوڑھوں کو قتل نہیں کرنا ہے، سوائے اس کے کہ وہ تم پر حملہ آور ہوں۔اسی طرح قرآن کریم کی سورۃ الانفال میں فرمایا گیا کہ معاہد اقوام کے خلاف اگر تم سے مسلمان بھی مدد مانگیں گے، تو غیر معاہدین کے خلاف تو ان کمزور مسلمانوں کی مدد کرنا تم پر لازم ہے لیکن معاہدین کے خلاف اس قسم کی کاروائی نہیں کی جائے گی۔

وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ۔۔۔[2]

ترجمہ: اور (دار الکفر کے مسلمان) تم سے دین کے معاملے میں مدد و معاونت طلب کریں، تو تم ان کی مدد کرنا لازم ہے، لیکن اس مقابلے میں جن کا تم معاہدہ (جنگ بندی) ہے۔

اس قسم کی زبردست قواعد و قوانین اسلام کے سوا کہیں نظر نہیں آتے۔ لہذا مستشرقین کی طرف سے اسلام اگر کوئی مبنی بر کذب الزام اٹھ بھی جائے تو اکثر خود ہی سچائی کے سامنے آکر دم توڑ دیتی ہے۔ زیرِ نظر مضمون درج ذیل مباحث کے تحت پیش کیا جا رہا ہے:

استشراق کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم :

"استشراق" عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا سہ حرفی مادہ "شرق" ہے جس کے معنی "چمک" کے ہیں۔ یہ لفظ مجازی معنوں میں سورج کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔اسی طرح مشرق سے مراد شرق یا چمک نکلنے کی جگہ اور سورج طلوع ہونے کی جگہ کو بھی کہتے ہیں۔

ابن منظور افریقی[3] لسان العرب میں لکھتے ہیں۔

الشرق،الضوء والشرق الشمس وروی عمروعن ابیه انه قال الشرق الشمس بفتح الشین والشرق الضوء الذی یدخل من شق الباب شرقت الشمس تشرق شروقاوشرقاطلعت واسم الموضع المشرق[4]

لفظ "شرق" کو جب باب استفعال کے وزن پر لایا جائے تو الف، س، ت کے اضافے سے شرق، استشرق بن جاتا ہے۔اسی طرح اس کے اندر طلب کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔ جیسے استفہام، استکبار وغیرہ۔ گویا "استشراق" سے مراد مشرق "آداب" لغات اور ادیان تک محدود ہے۔ یہ ایک نیا لفظ ہے جو قدیم لغات میں موجود نہیں ہے۔انگریزی زبان میں "شرق" کے لیے (Orient) اور استشراق کے لیے (Orientalism) جب کہ "مستشرق" کے لیے (Orientalist) کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔

استشراق کے معنی مشرقی علوم میں مہارت حاصل کرنا اور مستشرق کے معنی مشرقی علوم کا ماہر اور مشرقی آداب سے آگاہ ہونا ہے۔[5] مستشرق وہ شخص ہے، جو مشرقی زبانوں، علوم وفنون، آداب و ثقافت اور تہذیب و تمدن وغیرہ پر عبور رکھتا ہے اور بقول مولوی عبدالحق[6] کے ماہر مشرقیات ہو۔[7] عمر فروخ کے مطابق مستشرق: علوم اسلامیہ کا وہ مغربی (یورپین یا امریکی) سکالر ہوتا ہے جو غیر مسلم ہو۔[8]

ان تمام تعریفوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مشرقی علوم اور ثقافت اور ادب کا مطالعہ استشراق کہلاتا ہے۔

مستشرق انڈریو جی بوسٹم کے تصورات

بوسٹم کا انتخاب اس لیے کیا گیا، کیونکہ ایک تو وہ دورِ جدید کا یہودی مستشرق ہے، دوسری بات یہ ہے کہ وہ جس واقعے کو بیان کر کے اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی کوشش کر رہا ہے، اس واقعے کا تعلق بھی یہودیوں ہی سے ہے۔ بوسٹم کے الفاظ سے اس کی اسلام دشمنی عیاں ہوتی ہے۔ پیغمبرِ اسلام ﷺ کے متعلق بھی حقائق سے ہٹ کر بات کرتا ہے۔ وہ اسلام کو بہر صورت ایک خونخوار مذہب ثابت کرنا چاہتا ہے۔، بنو قریظہ کے اس واقعے کو بیان کرتا ہے۔ اس میں سعدؓ بن معاذ[9] کے بارے میں لکھتا ہے کہ وہ بنو قریظہ کے قتل کا فیصلہ کرتے ہیں لیکن اس میں سعدؓ کے اس قول کو نظر انداز کرتے ہیں، کہ بنو قریظہ کے قتل کا فیصلہ ان کی مذہبی کتاب تورات کے مطابق تھا۔ اسے چاہیے تھا کہ جب حضرت سعدؓ کو ثالث بنایا گیا تو اس نے رسول کریم ﷺ سے کیا کہا؟ یہی کہ ان یہود معاہد شکنوں کے ساتھ ان کی کتاب تورات کی تعلیمات کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ اس کے بعد اگر وہ یہودی قوانینِ حرب کا ایک نظر جائزہ لیتا تو اسے جواب مل جاتا لیکن اسے شاید اس جواب سے سروکار نہیں، کیونکہ اسے تو اسلام کی مخالفت کے لیے جواز چاہیے نہ کہ وکالت کے لیے۔ یہی ان میں اکثر مستشرقین کا حال ہے کہ اسلام کے بارے میں منفی پروپیگنڈا کر رہا ہے۔

بوسٹم نے سب سے پہلے وہ قرآن پاک میں سورۃ الاحزاب کی آیت کا ترجمہ پیش کرتا ہے۔

وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا(۲۶)[10]

ترجمہ: پھر اہلِ کتاب میں سے جن لوگوں نے ان حملہ آوروں کا ساتھ دیا تھا، اللہ ان کی گڑھیوں میں انہیں اتار لایا اور ان کے دلوں میں اس نے ایسا رعب ڈال دیا کہ آج ان میں سے ایک گروہ کو تم قتل کر رہے ہو اور دوسرے گروہ کو قید کر رہے ہو۔

اس کے بعد لکھتے ہیں:

Friday, October 9, 2015, brandishing a knife, Gaza cleric Sheikh Muhammad Sallah “Abu Rajab”’s sermon at the Al-Abrar Mosque in Rafah, explicitly fomented murderous k------.[11]

ترجمہ: "بروز جمعہ ۹ اکتوبر ۲۰۱۵ء، غزا کے مذہبی لیڈر شیخ محمد صلاح ابو رجب نے رفاہ کی ایک مسجد الاکبر میں خطبہ دیتے ہوئے چھری لہرائی اور واضح کیا کہ اسرائیلی یہودیوں پر قاتلانہ حملے کرنے کے متعلق محمد ﷺ کی سنت سے باقاعدہ طور پر اجازت ملتی ہے، جیسا کہ خیبر کے نخلستان میں بسنے والے مدینے کے یہودی قبیلے بنو قریظہ کے ساتھ کیا گیا۔ ابو رجب نے اس قاتلانہ اور (نعوذ باللہ) بربریت والے واقعے کی مزید وضاحت کی اور (نعوذ باللہ) (حضرت) محمد (ﷺ) کے انتقامی ثالث (حضرت) سعد بن معاذ (رضی اللہ عنہ) فیصلے کو بیان کیا۔"

موصوف اس کے بعد مزید لکھتے ہیں:

A consensus Muslim account of the massacre of the Qurayza has emerged as conveyed by classical Muslim scholars of hadith (putative utterances and acts of Muhammad, recorded by pious Muslim transmitters), biographers of Muhammad’s life (especially Ibn Ishaq), jurists, and historians [21].------.[12]

ترجمہ: بنو قریظہ کے قتال عام کے بارے میں مسلم حوالوں میں اتفاق پایا جاتا ہے جیسا کہ حدیث کے مستند عالموں، سیرت نگاروں (خاص طور پر ابن اسحاق)، فقہاء اور مورخین سے ثابت ہے۔ اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے بنو قریظہ کے بارے میں یہ مفروضہ تھا کہ انہوں نے اسلامی دستوں کے خلاف دشمن کی مدد کی تھی جو ایک پہلے سے کیے گئے معاہدہ کی خلاف ورزی تھی اور اس بنیاد پر انہیں تنہا کر کے گرفتار کر لیا گیا، قریظہ نے بار بار یہ پیش کش کی کہ وہ ہتھیار ڈالنے کو تیار ہیں اور یہ کہ وہ اپنی قیمتی جائدادیں اور زمینیں بھی چھوڑنے پر راضی ہیں، ابتداء میں قریظہ نے یہ پیش کش کی کہ صرف ان کے ہر فرد کو ایک ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر سامان لے جانے کی اجازت دے دی جائے لیکن جب ان کی اس پیش کش کو نہیں مانا گیا تو انہوں نے دوبارہ درخواست کی کہ انہیں صرف اپنے خاندان سمیت وہاں سے جانے کی اجازت دی جائے اس کے جواب میں انہیں کہا گیا کہ وہ بغیر کسی شرط کے ہتھیار ڈال دیں تو مجبوراً انہوں نے ہتھیار ڈال دیے اور انہیں اس حال میں مدینہ لے جایا گیا کہ ان کے مردوں کے ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے تھے وہاں انہیں ایک میدان میں جمع کیا گیا، اور ایک قول کے مطابق مردوں اور عورتوں کو الگ الگ میدان میں جمع کیا گیا۔ ان کی طرف سے آخری درخواست ان کے اتحادی قبیلے "اوس" نے پیش کی کہ ان کے ساتھ نرمی کی جائے، یہ درخوست بھی مسترد کر دی گئی۔ بعد میں اوس قبیلے کے سعد بن معاذؓ کو ثالث مقرر کیا گیا، سعد بن معاذؓ نے ثالث بنے پر اس لیے رضامندی ظاہر کی کہ اس کی قریظہ سے پرانی ذاتی دشمنی تھی ممکنہ طور پر سعد نے فیصلہ سنایا کہ قریظہ کے مردوں کو قتل کیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا جائے، سعدؓ کے اس فیصلے کو الہامی فیصلہ قرار دیا گیا۔ لہذا قریظہ کے تقریباً چھ سو سے نو سو کے درمیان مردوں کو مدینہ کے بازار میں سرعام قتل کیا گیا جن میں ابھی ابھی بلوغت کو پہنچنے والے نوجوان مرد بھی تھے، ابن اسحاق کے مطابق ان کے لیے اجتماعی قبریں کھودی گئیں، جن میں ان کی مسخ شدہ ہلاشوں کو دفنایا گیا، یہ ابن اسحاق کا حوالہ ہے ءقریظہ کے مردوں کے سرعام قتل کے بارے میں۔

اس کے بعد وہ تفسیر جلالین، تفسیرِ عثمانی، ابن اسحاق اور ماوردی کے حوالہ سے واقعہ بنو قریظہ کی وضاحت کرتا ہے، اور واقعہ کو یہودیوں کی مظلومیت کے انداز میں بیان کرتا ہے۔ مختلف دوسرے لوگوں کے آراء اور مسلمان فقہا بیاناتِ جنگ بیان کرنے کے بعد وہ آخر میں لکھتا ہے:

This was the decision of Sa’ad b. Mu’adh in connection with the Banu Qurayza…it is up to the imam to decide what treatment is to be meted out to them and he will choose that which is preferable for religion and for Islam.-----------[13]

ترجمہ: "یہ سعدؓ بن معاذ کی تجویز تھی، جو انہوں نے بنو قریظہ کے متعلق دی۔ یہ امام پر منحصر ہے کہ وہ دشمن قیدیوں کے متعلق کس سلوک کا فیصلہ کرتا ہے۔ اور وہ اسی فیصلہ کو ترجیح دے گا جو اس کے مذہب اور اسلام کے لیے بہتر ہوں۔ اگر وہ جنگجو قیدیوں کے قتل کرنے اور ان کے بچوں اور عورتوں کو غلام بنانے کو اسلام اور اہلِ اسلام کے لیے بہتر سمجھتا ہے، تب وہ ایسا ہی کرے گا، اور امام وقت کے پاس دلیل اور مثال سعدؓ بن معاذ کا فیصلہ ہے۔"

واقعہ بنو قریظہ کا اسلامی تصور:

نبی کریم ﷺ نے ہجرت مدینہ کے بعد جہاں دوسرے قبائل کے ساتھ معاہدات کیے، وہاں یہودِ مدینہ کے ساتھ کیے گئے معاہدے کو بڑی اہمیت حاصل ہے، بالخصوص بنو قریظہ کے ساتھ تو دو بار معاہدہ ہو چکا تھا۔ ایک عام معاہدہ، جو تمام یہودیوں کے ساتھ ہوا تھا، دوسرا بنو نضیر سے جنگ کے موقعہ پر ہوا تھا۔ ان عہد وپیمان کے بعد بنو قریظہ کا فرض بنتا تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف کسی قسم کے معاندانہ رویے کا اظہار نہ کرتے، لیکن انہوں نے غزوہ احزاب کے موقعے پر دیگر قبائلِ یہود کی تحریص پر مسلمانوں کے ساتھ کیا گیا معاہدہ توڑ دیا، جب نبی مکرم ﷺ کو ان کے نقضِ عہد کا پتہ چلا، تو قبیلہ اوس اور خزرج کے سرداروں سعد بن معاذؓ اور سعد بن عبادہؓ[14] کو اس مقصد کے لیے بنو قریظہ کے پاس بھیجا کہ یہ حضرات ان لوگوں کو وفائے عہد کی تلقین کریں لیکن انہوں نے صاف جواب دے دیا کہ ہمارا اور تمہارا کوئی عہد وپیمان نہیں ہے۔ بنو قریظہ کی عہد شکنی نے دشمنانِ اسلام کے حوصلے بڑھا دیے۔ ایک طرف اگر پورا مدینہ منورہ کفار کے نرغے میں آ گیا، تو دوسری طرف مسلمانوں کی عورتیں جس قلعے میں محفوظ تھیں، وہ بھی بنو قریظہ کی زد میں آ گیا تھا اور یہ لوگ اس قلعے پر حملے کی دھمکی بھی دے چکے تھے۔ ان حالات میں نبی کریم ﷺ نے یہ ارادہ فرما لیا تھا کہ مدینے کی پیداوار کا تیسرا حصہ دے کر حملہ آوروں سے مصالحت کرنا چاہیے۔ لیکن اللہ تعالی کی نصرت آ پہنچی، کفار میں پھوٹ پڑ گئی اور

رہی سہی کسر طوفان نے پوری کر دی۔ الغرض احزابِ کفار کو شکست ہوئی۔ جنگ احزاب کے فوراً بعد آنحضور ﷺ نے بنو قریظہ کے قبیلے کا محاصرہ کر لیا۔ کئی دنوں کے محاصرے سے تنگ آکر انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ سعد بن معاذؓ ہمارے متعلق جو بھی فیصلہ دے وہ ہمیں منظور ہو گا، اور سعد بن معاذؓ نے بنو قریظہ کے بارے میں جو فیصلہ دیا، وہ عین ان کی مذہبی کتاب تورات کی جنگی ہدایات کے مطابق تھیں۔ یعنی ان کے قابلِ جنگ مردوں کو قتل کر دیا گیا، بچوں اور عورتوں کو غلام اور لونڈی بنایا گیا اور ان کا مال مسلمانوں میں بانٹ دیا گیا۔ اس واقعے پر بحث کرتے ہوئے چند باتیں پیشِ نظر رکھنی ہوں گی۔

- بنو قریظہ اور دیگر یہود قبائل کی مسلسل بدعہدیوں کو دیکھ کر ان پر مزید بھروسا کرنا، اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مارنے کے مترادف تھا، کیونکہ آئندہ اس طرح کے مشکل حالات میں وہ عین موقعے پر دغا دے سکتے تھے۔
- مدینہ منورہ کے بالکل قریب ہونے اور عہد شکنی کے واقعے کی وجہ سے یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ پھر کسی مشرک یا کافر قبیلے کو مسلمانوں پر چڑھائی کے لیے اکسائیں۔
- سعد بن معاذؓ کا انتخاب ان لوگوں کا اپنا فیصلہ تھا، پھر کیونکر نبی کریم ﷺ سعدؓ کے فیصلے بدلتے۔
- ثالث کے فیصلے کو فریقین کے فیصلوں کو تسلیم کرنا، دنیا کا مسلمہ اصول ہے۔
- ان میں وہ یہود قتل کر دیے تھے، جو تلوار اٹھا سکتے تھے، کیونکہ وہی یہ خطرہ پیدا کر سکتے تھے۔
- بچوں اور عورتوں کو غلام و لونڈی بنانا اس لیے ضروری تھا، کہ ان کے مردوں کی قتل کے بعد مسلمان ہی ان کے کفالت کرنے والے بن گئے تھے۔
- سعد بن معاذؓ نے جو فیصلہ سنایا، وہ تورات کی ہدایت کے عین مطابق تھا، اس لیے کسی یہودی نے اس فیصلے بارے کوئی بات بھی نہیں کی تھی۔

یہودی قوانین حرب میں واقعہ بنو قریظہ کا علمی جائزہ

حدود اور قوانین کے متعلق یہودی قوانین کتاب استثناء، کتاب خروج اور کتاب اعداد میں تفصیل سے موجود ہے۔ لیکن جنگ احزاب کے واقعہ جزئیہ سے متعلق جو اعتراض اٹھایا گیا ہے۔ اس کے لیے ہم کتابِ استثناء کی وہ عبارات نقل کرتے ہیں، جن کی بنیاد پر سعدؓ بن معاذ نے بنو قریظہ کے متعلق فیصلہ سنایا۔ چنانچہ کتابِ استثناء کے احکام ملاحظہ ہوں:

"اور جب تو کسی شہر کے پاس اس سے لڑنے کے لیے آپہنچے، تو پہلے اس سے صلح کا پیغام کر۔ تب یوں ہو گا کہ اگر وہ تجھے جواب دے کہ صلح منظور ہے اور دروازہ تیرے لیے کھول دے تو ساری مخلوق جو اس شہر میں پائی جائے تیری خراج گزار ہو گی اور تیری خدمت کرے گی۔ اور اگر وہ تجھ سے صلح نہ کرے، بلکہ جنگ کرے تو تو اس کا محاصرہ کر اور جب خداوند تیرا خدا اسے تیرے قبضے میں دے دے، تو وہاں کے ہر مرد کو تلوار کی دھار سے قتل کر، مگر عورتوں اور لڑکوں اور مواشی کو، اور جو کچھ اس شہر میں ہو، اس کی ساری لوٹ اپنے لیے لے اور تو اپنے دشمن کی اس لوٹ کو جو خداوند تیرے خدا نے تجھے دی ہے، کھائیو۔"[15]

"جب تم کسی شہر کو اس ارادہ سے کہ لڑائی کر کے اسے لو، مدت تک محاصرہ کیے رہو، تو تیر چلا کر اس کے درختوں کو خراب مت کیجیو کیونکہ ہو سکتا ہے، تو ان کا میوہ کھائے، سو تم انھیں محاصرہ کے کام میں لانے کے لیے کاٹ ڈالیو، کیونکہ میدان کے درخت آدمی کی زندگی ہے۔"[16]

"لیکن ان قوموں کے شہروں میں جنھیں خداوند تیرا خدا تیری میراث کر دیتا ہے، کسی چیز کو، جو سانس لیتی ہے، جیتا نہ چھوڑ، بلکہ تو ان کو حرم کیجیو۔"[17]

اس کے علاوہ جب ہم یہودیوں کے قوانین کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات ہم پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ان کے قوانین جنگ میں غیر قوموں کے ساتھ کسی بھی قسم کی رورعایت کرنے سے منع کیا گیا ہے، اگر کہیں پر یہ بات بھی بتائی گئی ہے کہ درختوں یا مال مویشیوں کو چھوڑنا ہے تو اس کی بھی یہ علت بیان ہوئی ہے کہ شاید یہ اشیا تمہارے ہی کام آجائیں۔

اسلامی قوانین حرب میں واقعہ بنو قریظہ کا علمی جائزہ

اسلام حتی الامکان امن کا خواہاں ہے اور جہاں بھی ایسی کو بات آئے کہ جنگ بندی ہو، تو اسلام اپنے پیروؤں کو امن قائم کرنے کے بارے میں ہدایات دیتا

ہے۔ قرآن کریم کی سورۃ الانفال میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (61) [18]

ترجمہ: اور (اے نبی ﷺ) اگر دشمن صلح وسلامتی کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کے لیے آمادہ ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو، یقیناً وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اسلام اصلاحِ حال اور دفعِ شر کے لیے تلوار اٹھانے کی دعوت اس وقت دیتا ہے، جب تلوار کے سوا دفعِ شر کا کوئی اور چارہ نہ رہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے امت کو خود جنگ اور مصیبت مانگنے سے منع فرمایا ہے، البتہ جنگ بادلِ نخواستہ آ ہی جائے، تو پھر اس سے منہ پھیرنے سے منع بھی فرماتا ہے۔ چنانچہ آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا ہے:

لا تتمنوا لقاء العدو وسئلوا الله العافية فاذا لقيتموهم فاصبروا واعلموا ان الجنة تحت ظلال السيوف۔[19]

ترجمہ: دشمن سے مقابلہ کرنے کی تمنا نہ کرو، بلکہ اللہ تعالیٰ سے امن وعافیت کی دعا کیا کرو، مگر جب دشمن سے مقابلہ ہو جائے، تو پھر جم کر لڑو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سایہ تلے ہے۔

اسلام صرف جنگ کے مقصد پاک وصاف نہیں کرتا، بلکہ اس مقصد کے حصول کے لیے طریقہ بھی نہایت عمدہ تر اور انسان کی فطرتِ حسنہ کو پیشِ نظر رکھ کر کرتا ہے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ کا ارشادِ پاک ہے:

لا تقتلوا شيخاً فانياً ولا طفلاً صغيراً ولا امرأة ولا تغلوا و ضموا غنائمكم واصلحوا واحسنوا ان الله يحب المحسنين۔[20]

ترجمہ: کسی بوڑھے ضعیف کو قتل کرو، نہ چھوٹے بچے کو اور نہ عورت کو۔ مالِ غنیمت میں چوری نہ کرو۔ جنگ میں جو کچھ ہاتھ آئے سب ایک جگہ جمع کرو۔ نیکی واحسان کرو کیونکہ اللہ محسنوں کو پسند کرتا ہے۔

اس کے علاوہ دینِ اسلام ایسے بے ضرر خادموں اور خانقاہ نشینوں کو بھی قتل کرنے سے منع کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

لا تقتلوا اصحٰب الصوامع۔[21]

ترجمہ: معبدوں یا عبادت خانوں میں رہنے والے (بے ضرر خادموں اور خانقاہ نشین زاہدوں) کو قتل نہ کرو۔

جن لوگوں سے لڑنا بھی پڑا، تو ان سے غیر اخلاقی اور نامناسب طریقے سے حملہ کرنے سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ مثلاً دشمنی کے باوجود ان پر بے خبری میں حملہ نہیں کرتے، ان کو زندہ جلانے اور اذیتیں دے دے کر قتل کرنے سے محسنِ انسانیت ﷺ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ غفلت کی حالت میں حملہ نہ کرنے کے بارے میں رسول کریم ﷺ کی سنت کیا تھی، حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں:

كان اذا جاء قوماً بليل لم يغرعليهم حتىٰ يصبح۔[22]

ترجمہ: آنحضور ﷺ جب کسی دشمن قوم پر رات کے وقت پہنچتے، تو جب تک صبح نہ ہو جاتی، حملہ نہ کرتے تھے۔

اسی طرح دشمن کو زندہ جلانے سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

لا ينبغي يعذب با لنار الا رب النار۔[23]

ترجمہ: آگ کا عذاب دینا سوائے آگ کے پیدا کرنے والے کے اور کسی کو سزاوار نہیں۔

اسی طرح باندھ کر قتل کرنا اور اذیت دے کر قتل کرنا، لوٹ مار، تباہ کاری اور فساد پھیلانے جیسے افعال پر اسلام نے سخت ناگواری کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

ان النهبة ليست باحل من الميتة۔ [24]

ترجمہ: لوٹ کھسوٹ کا مال مردار سے بہتر نہیں ہے۔

لاشوں کی بے حرمتی کرنے سے بھی آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

نهى النبى ﷺ من النهبى والمثلة ۔ [25]

ترجمہ: نبی مکرم ﷺ نے لوٹ کھسوٹ اور لاشوں کا مثلہ (ناک، کان کاٹنا اور آنکھیں نکالنا وغیرہ) کرنے سے منع فرمایا ہے۔

یہ تو چند مثالیں ہیں، جن کے ذریعے اسلام کے پاکیزہ اور تطہیری فکر و مقصدِ جہاد کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ورنہ اسلامی تعلیمات تو سراسر امن کے پیغام سے بھری پڑی ہیں۔ انہی تطہیری کارناموں کی بدولت اسلام نے دنیا پر ایک ایسا راج قائم کیا، جس کا اہلِ عالم پوری کوشش کر کے بھی تاقیامت پیش نہیں کر سکتی۔

بوسٹم کے افکار کا ناقدانہ جائزہ

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ اگر ان لوگوں نے خود اپنا معاملہ سیدنا سعدؓ بن معاذ کے حوالے کیا تھا، چنانچہ انہوں نے فیصلہ ان کی کتاب کے مطابق کیا۔ اگر وہ لوگ اپنا فیصلہ سیدنا محمد ﷺ کے حوالے کر دیتے تو رسول کریم ﷺ اپنی طبعی حلم اور رحمدلی کی بنا پر ممکن ہے، ان کے لیے کوئی آسان صورت نکال لیتے۔ گویا نبی آخر الزمان ﷺ پر ان کے عدم اعتماد کی وجہ سے اللہ تعالی کی طرف سے ان پہ سزا ملی۔ بوسٹم نے یہ ثابت کرنے کی بھی کوشش کی ہے کہ بنو قریظہ کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے۔ اگر اسلامی اور یہودی قوانینِ حرب کا جائزہ لیا جائے، تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام نے تو اکثر مقامات پر عفو و درگزر کو پسند فرمایا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت پر غور کریں، تو فتح مکہ کے موقع پر مشرکین و کفار، جنہوں نے آپ ﷺ کو ہر طرح سے تکلیف پہنچانے کی کوشش کی، آپ ﷺ نے طاقت ہونے کے باوجود ان کو معاف کر دیا۔ اسی عفو کا نتیجہ تھا کہ اسلام نے بہت جلد سرزمینِ عرب میں مضبوط جڑ پکڑ لی۔

رسولِ کریم ﷺ تو اللہ کے رسول ہیں، آپ ﷺ کے شاگردوں نے بھی عدل و انصاف کے معاملے وہ مثالیں قائم کی ہیں، جس پر رہتی دنیا تک کے لوگ آج بھی حیران ہیں۔ یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان بھی انہوں نے انصاف کا معاملہ کیا ہے۔ مثلاً حضرت علیؓ نے جب ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ دیکھی تو باوجود امیر المؤمنین ہونے ایک استغاثہ کی حیثیت سے قاضی کی عدالت میں پیش ہوئے اور جب مطلوبہ ثبوت فراہم نہ کر سکے تو مقدمے سے دست بردار ہو گئے۔ [26] اسی طرح نبی کریم ﷺ نے سامنے جب ایک مسلمان اور یہودی کا معاملہ پیش ہوا اور حق یہودی کا بنتا تھا، تو آپ ﷺ نے اس یہودی کو حق دلوا دیا گیا۔ اس کے علاوہ بھی کئی ایسے واقعات ہیں، جن میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو متعلقہ معاملے میں صحیح پا کر ان کے حق میں فیصلہ فرما دیا ہے۔ [27]

الغرض ایسی کوئی بات نہیں کہ مسلمانوں نے ان یہودیوں کے ساتھ کوئی زیادتی کی، بلکہ یہ تو ان کا اپنا فیصلہ تھا اور ان کی مذہبی کتاب کے عین مطابق تھا، اور ان کی کتاب تورات میں ایسا جرم کرنے والوں کی جو سزا سنائی گئی تھی، وہی سزا ان کو دی گئی۔ لہٰذا اگر یہودی اس سزا کو ظالمانہ سزا کہتے ہیں، تو یہ ان کا اپنی ہی کتاب تورات پر ظلم کا الزام لگانا ہے۔ دوسری بات یہ کہ اللہ تعالی نے اپنے احکام میں پچھلی امتوں کے مقابلے میں مسلمانوں کے ساتھ جو نرمی برتی ہے، مثلاً روزوں کے احکام یا نماز وغیرہ یا قصاص کے مقابلے میں مسلمانوں کو معافی اور فدیہ دینے یا لینے کا جو اختیار دیا گیا ہے، اگر یہود نبی کریم ﷺ کے نبوت و رسالت پر اعتماد کرتے ہوئے اپنا معاملہ آپ ﷺ کے حوالے کرتے، تو امید تھی کہ وہ اس ہولناک انجام سے بچ جاتے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] انڈریو جی بوسٹم ایک امریکی مصنف ہے، جو اسلام کے خلاف لکھنے کے حوالے سے مشہور ہے۔ وہ آج کل روڈ آئی لینڈ نیو انگلینڈ امریکا کی براؤن یونیورسٹی میں میڈیسن کا پروفیسر ہے اور یہیں سکونت پذیر بھی ہے۔ ایک کتاب "The Legacy of Jihad" جو ۲۰۰۵ء میں چھپا ہوا ہے، کا مصنف بھی بوسٹم ہے، جو جہاد کے بارے میں اسلامی بنیادی ذرائع کے بارے میں اس موضوع پر تراجم کی ایک تفسیر فراہم کرتا ہے، جو مختلف مصنفین نے لکھی ہیں۔ ۲۰۰۸ء میں اسلام یہودی مخالفت کے مرکزی خیال کے بارے میں بنیادی اور ثانوی ذرائع کا مدیر رہا ہے۔ جس کا نام ہے "From Sacred Text to Solemn History" اکتوبر ۲۰۱۲ء میں بوسٹم نے ایک تیسری تصنیف تیار کی ، جو "Sharia Versus Freedom in America" کے نام سے شائع ہوئی، اس کے اسلام مخالف کتب میں Araba-Israel Conflict, The Legacy of Islamic Totalitarianis بھی شامل ہیں۔ نیویارک پوسٹ اور واشنگٹن ٹائم، نیویارک ڈیلی نیوز، نیشنل ریویو آن لائن، دی امریکن تھنکر اور فرنٹ پیج میگزین جو امریکا کے مشہور رسائل اور اخبارات ہیں، میں اس کے آرٹیکلز چھپتے ہیں۔ وہ اکثر ٹیلی وژن اور انٹرنیٹ پر اسلام اور اسلامی شریعت کے خلاف انٹرویوز دینے کے حوالے سے مشہور ہے۔ www.Wikipedia. Com. , www.Jewishpress .com, www.Andrew Bostam. Com.

[2] سورۃ الانفال، ۸: ۲۷

[3] محمد بن مکرم بن علی، ابوالفضل، جمال الدین ابن منظور الانصاری الرویفعی الافریقی، صاحب لسان العرب، امام، لغوی اور حجۃ تھے۔ سیدنا رویفع بن ثابت انصاریؓ کی نسل سے تھے۔ مصر میں ۶۳۰ھ=۱۲۳۲ء کو پیدا ہوئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کی ولادت طرابلس الغرب میں ہوئی۔ طرابلس قضا کے عہدے پر رہ چکے ہیں۔ ۷۱۱ھ=۱۳۱۱ء کو مصر میں وفات پائی۔ آپ عرب لغت اور زبان کے ماہرین میں سے ہیں۔ اس سلسلے میں لسان العرب کے نام سے ایک عمدہ تصنیف موجود ہے۔ (محمد بن شاکر بن احمد المقلب بصلاح الدین، فوات الوفیات، الطبعہ الاولیٰ ۱۹۷۳م، دارِ صادر، بیروت، ۲: ۴۳۶)

[4] لسان العرب ابن منظور الافریقی، محمد بن مکرم، دار صادر بیروت، فصل الشین المعجمۃ، مادہ ش رق، ۱۰/۱۷۴

[5] Hans wehr,dictionary of modern written arabic(Ed.J.Mcowan,newyork 1961

[6] مولوی عبدالحق، جو بابائے اردو کے نام سے مشہور ہیں۔ ۱۸۷۰ء کو موضع ہاپڑ ضلع میرٹھ اترپردیش میں پیدا ہوئے اور ۹۲ سال کی زندگی گزار کر ۱۶ اگست ۱۹۶۱ء میں کراچی میں وفات پائی۔ ساری اردو زبان کی ترقی اور ترویج کے لیے دوڑ دھوپ کرتے رہے، حیدرآباد دکن میں جامعہ عثمانیہ کا قیام آپ کی سعی کے نتیجے میں عمل میں آیا، جس میں تمام عصری اور سائنسی علوم اردو میں پڑھائے جاتے دہلی میں بھی اردو کی اشاعت اور ترویج کے لیے کام کیا۔ گاندھی سے مناقشے کے بعد بابائے اردو کے حقدار ٹھہرے۔ مقدمات عبدالحق، تنقیداتِ عبدالحق، قواعدِ اردو وغیرہ جیسی اعلیٰ پایہ کتب تحریر کیں۔ خطوط کی تعداد لاکھوں ہے، جبکہ کتابوں پر تبصرے بھی ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ (اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، ص ۸۲۴، ۸۲۳، ۸۲۲، ج ۱۲، زیرِ اہتمام دانش گاہِ پنجاب، لاہور، طبع اول ۱۹۷۳ء)

[7] عبدالحق، مولوی، سٹینڈرڈ اردو ڈکشنری، انجمن اردو پریس، دکن، سن اشاعت ۱۹۳۷ء، ص ۷۹۶

[8] The oxford dictionary of English,The Biological society vii,p 2006

[9] سعدؓ بن معاذ بن النعمان بن امرئ القیس بن عبدالاشہل بن جشم بن الحارث الاوسی الاشہلی، مدینہ منورہ کے قبیلہ اوس کے سردار تھے۔ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ غزوہ خندق کے دن تیر لگنے سے زخمی ہو گئے اور اس کے بعد ایک ماہ تک زندہ رہے یہاں تک کہ بنو قریظہ کے واقعے میں آپؓ کو حکم یا ثالث بنایا گیا، اور آپؓ نے اس دعوت کو قبول کیا، پھر اس زخم نے زیادہ زور پکڑا اور اسی سے ۵ ہجری میں وفات پائی۔ صحیحین میں روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سعدؓ بن معاذ کی وفات پر عرش لرز گیا تھا۔ (ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن حجر العسقلانی، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، باب ۳۲۱۲ سعدؓ بن معاذ، الجزء ۳ ص ۷۱، ۷۰، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۱۵ھ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

[10] سورہ الاحزاب، ۳۳: ۲۶

[11] Andrew G Boston, koranic Jew hatred, the book is not published yet the above lines are just review of the book. a

[12] Ibid

[13] Ibid

14 سعدؓ بن عبادہ بن دلیم بن حارثہ بن ابی خزیمۃ الخزرجی الانصاری الساعدی، کنیت ابوثابت تھی۔ مدنی قبیلے بنو خزرج کے سردار تھے۔ بعض سیرت نگار انھیں بدری کہتے ہیں، جبکہ بعض انھیں بدری نہیں مانتے۔ بڑے سخی اور فیاض تھے، صاحب الرائے تھے، چالیس گھرانوں کے کھانے کا انتظام کیا کرتے تھے۔ غزوہ خندق کے موقعہ پر آپؓ نے نہایت بہادری اور شجاعت دکھائی۔ نبی کریم ﷺ کی رحلت کے بعد قریب تھا کہ انصارِ مدینہ آپؓ کو خلیفہ بناتے، لیکن سیدنا ابو بکرؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ کے پہنچ جانے پر مسلمانوں نے ابو بکر صدیقؓ کو خلیفہ چن لیا۔ آپؓ کی وفات بعض اقوال کے مطابق ۱۵ ہجری یا ۱۴ ہجری یا ۱۱ ہجری میں ہوئی۔ (ابوالحسن علی بن الکرم محمد بن محمد بن عبدالکریم، ابن اثیر، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ، الجزء ۲، ص ۴۴۱، طبع اول ۱۹۹۴ء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

15 کتاب استثناء، ۲۰: ۱۰-۱۴۱-

16 ایضاً ۲۰-۱۹،

17 ایضاً ۱۶: ۲۰-۱۷،

18 الانفال، ۸: ۶۱

19 صحیح البخاری، کان النبي صلى الله عليه وسلم إذا لم يقاتل أول النهار أخر القتال حتى تزول الشمس، رقم الحدیث: ۲۹۶۶

20 سنن ابی داؤد، باب فی دعاء المشرکین، الجزء ۳، رقم الحدیث: ۲۶۱۴-

(سنن ابی داؤد، ابوداؤد سلیمان بن اشعث بن اسحاق السجستانی، محقق محمد محی الدین عبدالحمید، المکتبۃ العصریۃ، صیدا، بیروت، ص ۳۷)

21 مسند احمد، الجزء ۴، رقم الحدیث: ۲۷۲۸

22 صحیح البخاری، باب دعاء النبی ﷺ الناس، الجزء ۴، رقم الحدیث: ۲۹۴۵

23 سنن ابی داؤد، باب فی کراھیۃ حرق العدو بالنار، الجزء ۳، رقم الحدیث: ۲۶۷۵

24 سنن ابی داؤد، باب فی النھی عن النھبی اذا کان فی الطعام، رقم الحدیث: ۲۷۰۵

25 صحیح البخاری، باب مایکرہ من المثلۃ والمصبورۃ والمجثمۃ، الجزء ۷، رقم الحدیث: ۵۵۱۶

26 بوالعباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابراھیم بن ابی بکر ابن خلکان، وفیات الأعیان، ج: ۲، ص ۴۶۱

دار صادر-بیروت

27 ابوعبداللہ محمد بن احمد شمس الدین القرطبیؒ، الجامع الاحکام القرآن، (سورۃ النسآء)، ج ۵، ص ۲۶۴، الطبعۃ الثانیہ ۱۹۶۴ء، دار الکتب المصریہ، القاہرہ